❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت یوم خلافت
وقت 5-7 منٹ

”ہم ایک بِھیڑ ہیں، جانوروں کا انبوہ ہیں“

(مخالفینِ احمدیت کا اعتراف)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۖۛ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا (الفتح:30)

کہ محمد رسول اللہ اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں کفار کے مقابل پر بہت سخت ہیں (اور) آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے۔ تُو انہیں رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھے گا۔ وہ اللہ ہی سے فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر ان کی نشانی ہے۔ یہ اُن کی مثال ہے جو تورات میں ہے اور انجیل میں ان کی مثال ایک کھیتی کی طرح ہے جو اپنی کونپل نکالے پھر اُسے مضبوط کرے پھر وہ موٹی ہو جائے اور اپنے ڈنٹھل پر کھڑی ہو جائے، کاشتکاروں کو خوش کر دے تاکہ ان کی وجہ سے کفار کو غیظ دلائے۔ اللہ نے ان میں سے اُن سے، جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے، مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ کیا ہوا ہے۔

سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کاغذ کے پھولوں سے
ہم تو خوشبو ہیں ہمارا راستہ روکے گا کون
کس بلندی تک یہ دیواریں اٹھا لے جائے گا

ہم جب چھوٹے تھے تو ربوہ میں مرکزی سطح پر مسجد مبارک میں بڑے بڑے مختلف نوعیت کے جلسے ہوا کرتے تھے۔ ہر محلّہ کی مسجد میں بھی جلسے ہوتے تھے جن میں مرکزی علماء اور مربیانِ کرام کو مدعو کیا جاتا اور وہ بڑی مدلّل تقاریر کیا کرتے۔ اُن میں بعض باتیں اتنی کثرت سے دہرائی جاتیں کہ وہ ہمارے سینوں میں محفوظ اور دماغوں میں ازبر یاد ہو گئیں۔ مجھے یاد ہے کہ خلافت کی برکات کے سلسلے میں جماعت احمدیہ کی تنظیم اور اتحاد کا دوسرے مسلمانوں سے موازنہ کرتے ہوئے جناب محمد جاوید تسکین کا ایک حوالہ بعنوان "ہم زندہ ہجوم ہیں" بار بار پڑھا جاتا۔ جس میں موصوف مسلمانوں کا حال یوں بیان کرتے ہیں:

”وہ ہجوم جس میں انسانوں کا جمگھٹا تو ہو مگر ان کے ہاں کوئی واضح مقصد نہ ہو۔ جو گنتی میں تو افراد ہوں مگر تول میں روئی کے گالے۔ جو چل تو رہے ہوں مگر منزل سے بیگانہ۔ جو پارے کی طرح ساکن ہوں لیکن کسی بھی غلط یا صحیح ہاتھ کے لگنے سے ایک دم متحرّک ہو جائیں۔ یہ ہجوم بازار میں اکٹھے ہو جانے والے رش سے زیادہ کسی اہمیت کا حامل نہیں ہوتا۔ جو بازار میں موجود تو ہو مگر محض اپنے اپنے اغراض کے پیشِ نظر۔ وہ تو صرف ایک دوسرے کی موجودگی کی وجہ سے ہجوم ہو جاتے ہیں۔“

(ہفت روزہ المنبر فیصل آباد 8 تا 22 اکتوبر 1988ء صفحہ 14)

جناب ابو الکلام آزاد نے اس مضمون کو اطاعت اور تنظیم سے جوڑ کر یوں بیان کیا ہے کہ:

”اگر ایسا (اطاعت) نہیں تو ایک بِھیڑ ہے، ایک اَنبوہ ہے جانوروں کا، ایک جنگل ہے، کنکر پتھر کا ایک ڈھیر ہے، مگر نہ تو جماعت ہے، نہ امّت، نہ قوم، نہ اجتماع، اینٹیں ہیں مگر دیوار نہیں۔ کنکر ہیں مگر پہاڑ نہیں، قطرے ہیں مگر دریا نہیں، کڑیاں ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے کر دی جا سکتی ہیں مگر زنجیر نہیں جو بڑے بڑے جہازوں کو گرفتار کر سکتی ہیں۔“ (مسئلہ خلافت صفحہ 213)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس مضمون کو تسبیح سے مثال دی ہے جس میں چند چھوٹے دانوں کے بعد بڑا دانہ آتا ہے جو دراصل نگران یا عہدیدار ہے اور سب سے بڑا موتی جس سے دھاگہ نکال کر گانٹھ دی جاتی ہے وہ امام ہے اور یوں وہ تمام افرادِ جماعت کو آپس میں ملا رکھتا ہے۔ یہی نظامِ جماعت کی خوبصورتی ہے۔

اُس وقت جب خلافت کے قیام کی تحریکیں زوروں پر تھیں اُس وقت اِکّادُکّا اطراف سے یہ فقرے سننے کو ملتے تھے کہ خلاف کے بغیر ہم ایک بھیڑ ہیں، ہم ایک اژدہام سے کم نہیں، ہم منتشر بھیڑیں ہیں جن کا کوئی چرواہا نہیں، ہم لاوارث ہیں، ہم بغیر انجن کے گاڑی (ٹرین) کے ڈبے ہیں اور جناب عبدالمجید قریشی نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ

"ہم آوارہ، منتشر، پریشان، پراگندہ حال مسلمان ہیں"

(زمزم رسالہ)

جناب سید عتیق الرحمٰن گیلانی نے نظامِ خلافت کے بغیر امّتِ مسلمہ بارے یوں تبصرہ کر دیا کہ

"جس طرح روح کے بغیر جسم نہیں اِسی طرح خلافت کے بغیر زندہ امّت کا تصّور نہیں"

جناب ایڈیٹر نوائے وقت اپنے ایک ایڈوٹوریل میں یہ لکھا کہ

جس طرح قحط کے دنوں میں مادی بارش کے لئے نماز استسقاء پڑھی جاتی ہے۔ روحانی قحط کے دنوں میں مسلمانوں کو "نماز قیادت" ادا کرنی چاہئے۔ (مفہوم)

(نوائے وقت 16 دسمبر 2003ء)

سامعین! مَیں اوپر بتا آیا ہوں کہ یہ وہ وقت تھا جب خلافت کے قیام کی مختلف تحریکیں مارکیٹ میں موجود تھیں۔ ایک طرف چوہدری رحمت اللہ کی تحریک تھی۔ ایک طرف حزب التحریر کی خلافت کے قیام کی کوششیں تھیں، ایک طرف ڈاکٹر اسرار احمد کی کوششیں اور تحریک تھی۔ اہل حدیث اور دیگر فرقے اپنی اپنی سطح پر قیامِ خلافت کی کوشش کر رہے تھے۔ کبھی شاہ فیصل اور کبھی جنرل ضیاء الحق کو خلیفہ بنانے کی کوششیں ہوئیں اور عوام کو ایک خلیفہ کو ماننے اور اُس کی بیعت کرنے کے لئے یہاں تک کہا کہ دیکھو! ایک خاندان بھی ایک آبادی ہے خواہ چھوٹے لیول پر ہے اُس کا ایک سربراہ ہوتا ہے۔ جس کی اطاعت کی جاتی ہے اور وہ خاندان اور گھرانہ پنپتا، پھولتا اور ترقی کرتا ہے اِسی طرح کوئی قوم اور امّت بھی ایک خاندان کی طرح ہوتی ہے جس کا ایک واجب الاطاعت سربراہ بطور خلیفہ ہونا چاہئے۔ ابھی ماہ اپریل 2026ء میں ایران اور امریکہ کے درمیان پہلی ڈیل فیل ہونے پر ایران کی قومی اسمبلی کے سپیکر جناب محمد باقر قالیباف نے اپنی قوم کے متعلق کہا کہ

"ہماری قوم 90 ملین جانوں پر مشتمل ایک جسم ہے۔"

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم کی مثال سے اِس مضمون کو سمجھایا ہے کہ جس طرح جسم کے ایک عضو میں تکلیف ہو تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔ اِسی طرح افرادِ جماعت جب کسی جماعت سے منسلک ہوں تو ہر فرد کی تکلیف دوسرے کی تکلیف بن جاتی ہے اور یہ سعادت بنا خلافت نہیں ملتی۔

دنیا بھر کے مسلمان جو کسی جگہ بھی مقیم ہوں وہ اپنے غیر اسلامی اعمال کی وجہ سے لاوارثوں کی طرح ہیں۔ وہ سکون میں نہیں۔ مشکلات نے ان کو گھیر رکھا ہے۔ مسلمانوں کے افتراق اور انتشار کی وجہ سے تمام مغرب کی طرف سے مخالفت اور مخاصمت کا سامنا ہے۔ اِس کی بنیادی وجہ تو اِن کا کوئی پیشوانہ ہونا ہے۔ کوئی خلیفہ نہ ہونا ہے۔ اِسی لئے پہلے تو کوئی اکّادُکّا کہتا تھا کہ ہم منتشر بھیڑیں ہیں، ہم ایک ہجوم ہیں، اژدہام ہیں مگر اب تو سوشل میڈیا کے تمام پلیٹ فارمز پر ہر اینکر، ہر صحافی، ہر تجزیہ نگار، ہر مضمون نگار اِس امر کا برملا اظہار کر رہا ہے کہ مسلمان بغیر لیڈر کے منتشر ہجوم کی طرح ہے۔ وہ بغیر انجن کے ڈبوں کی طرح ہیں۔ ان کا قبلہ ایک نہیں۔ اِن کا کوئی امام نہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ جناب رابعہ انعم اپنی ایک تحریر بعنوان "ہم بدترین ہجوم ہیں" مطبوعہ ہفت روزہ "آبگینے" لندن میں لکھتی ہیں۔

"ہم بدتمیز ہجوم ہیں۔ ہجوم اور بِھیڑ بدتمیزی پہ اُترتے ہیں۔ گھر کی دہلیز سے باہر نکلیں تو اپنے رویّوں، لہجوں اور انداز سے ہم ہجوم ہی کے زُمرے میں آتے ہیں۔ صبح، دوپہر، شام ہو یا رات ہم پر ہر وقت یہی کیفیت طاری رہتی ہے۔ چاہے سڑک ہو، ہسپتال ہو، بازار ہو، ریلوے سٹیشن، ائیرپورٹ یا پھر ایوان منہ سے کَف نکلتے ہیں، آنکھوں سے چنگاریاں اور زبان سے گالیاں۔ صبح صبح بچوں کو سکول چھوڑنے نکلیں تو سڑکوں پہ طوفانِ بدتمیزی اپنے عروج پہ نظر آتا ہے۔ جس سڑک سے جانا ہو وہاں سے گاڑیوں کی قطاریں اُلٹی آ رہی ہوتی ہیں... نظم وضبط کی پابندی ایک طرف جن کو بنیادی اخلاقی اصول ہی بھول گئے ہیں کہ وہ ملک کے سب سے بڑے اور باشعور شہر کے تعلیم یافتہ شہری ہیں۔ یہی نام نہاد پڑھے لکھے جب گاڑیاں لے کر سڑک پہ نکلتے ہیں تو جنگل کے جانور بھی شرمندہ ہو کر بھاگ جاتے ہیں کہ ہم تو بس نام کے ہی جنگلی ہیں، یہ دو پیروں کی مخلوق تو چوپایوں کو بھی پیچھے چھوڑ گئی... شاپنگ سینٹر میں ٹرالی بھگانا، پیچھے آنے والے کو راستہ نہ دینا، بلاوجہ کسی بھی ریک کے آگے گھنٹوں لگانا،

ہر دومنٹ کے بعد ایکسکیوزمی، ایکسکیوزمی کی صدائیں نکال کر وہاں موجود خواتین ہاکرز کو زچ کرنا، اپنی تفریح کے لئے دوسروں کی زندگی اجیرن بنانا یہ بحیثیت ہجوم ہماری خاصیت بن چکی ہے… قطار بنانا تو دُور کی بات ہم سیدھے کھڑے بھی نہیں ہوسکتے۔ اوئے اوئے کی آوازیں مارنا، ابے کیا ہاتھوں میں لقوہ آگیا کے طعنے کسنا، بس نہیں چلتا کہ آگے کھڑے لوگوں کے کندھوں پہ پیر رکھ کر کاؤنٹر تک پہنچیں اور اپنا مطلب نکال کر چلتے بنیں۔ اِنٹرسٹی کوچز میں بس ہوسٹس کو دیکھ کر آنکھیں پتلیوں سے باہر نکل آتی ہیں، بہانے بہانے سے بلا کر کبھی چپس، کبھی پانی مانگنے کی اداکاری کی جاتی ہے… یہی بدتمیز ہجوم کراچی سے دو گھنٹے کی دوری پر دوبئی (پہنچتے ہی)… ڈنڈے کے زور اَور مخالفے کے خوف سے سب کے سب قانون پسند بن جاتے ہیں۔ منہ سے پھول جھڑنے شروع ہو جاتے ہیں، نظریں اتنی نیچے ہو جاتی ہیں کہ امیگریشن آفیسر بھی کہتا ہے، آنکھ اوپر کر کے سکین کراؤ۔ وہاں اوکے، یس، نو پرابلم، ہیلو آنائس ڈے کے علاوہ زبان سے کچھ نکلتا ہی نہیں۔ قطار توڑنا تو دُور کی بات، سوچنے پر بھی ٹھنڈے پسینے چھوٹ جاتے ہیں۔ لیکن اپنے ملک میں بھائی ہم سب آزاد ہیں۔ دانت کچکچانے میں، آنکھیں دکھانے میں، کسی کی عزّت تار تار کرنے میں، کسی کمزور سفید پوش شریف النفس انسان کو اپنی دھونس دھمکی اور زور زبردستی سے مجبور کرنے میں… ہم آزاد ہیں ہر جملے میں دو گالیاں دینے پر… جو جتنا زبان دراز ہے وہ سیاسی پارٹی میں اُتنا ہی چھیتا، اُتنا ہی میڈیا کوریج اور ریٹنگز کا حق دار بھی ہے۔"

(ہفت روزہ آبگینے لندن 9/اپریل2026ء)

اِن جیسے حالات میں جناب فضل محمد یوسف زئی استاد جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی نے اس امر کا اظہار کیا کہ

"مسلمان ترس رہے ہیں کہ کاش! ہماری ایک خلافت ہوتی، ہمارا ایک خلیفہ ہوتا، کاش! ہماری ایک بادشاہت ہوتی، کاش! ہمارا ایک بادشاہ ہوتا جس میں وزن ہوتا، جس میں عظمت ہوتی، جس میں شجاعت ہوتی۔"

(ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک مارچ2000ء)

حزب التحریر نے اپنی آوازیوں قلمبند کی کہ

"اے مسلمانو! خلافت کو قائم کرو تم عزت پاؤ گے۔ اس کو زندہ کرو گے تو کامیاب رہو گے۔ ورنہ تم تہہ در تہہ ظلمت میں گرتے چلے جاؤ گے۔"

(پمفلٹ از حزب التحریر2003ء)

قومیں وہی ترقی پاتی ہیں جو منظّم ہوتی ہیں۔ اُن کا کوئی لیڈر ہو۔ ہم تو اِس تنظیم کا نظّارہ حشرات، چرند پرند اور جانوروں میں بھی دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں شہد کی مکھیوں کی مثال دی ہے کہ ہر چھتے میں مکھیوں کی ایک ملکہ ہوتی ہے۔ جس کی اطاعت اُس چھتہ کی تمام مکھیوں کے فرائض میں شامل ہیں۔ اُن کی فوج ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص ایک مکھی یا کچھ کو گزند پہنچانا چاہے تو تمام مکھیاں مل کر حملہ کرتی ہیں۔ مَیں نے دنیا بھر کی ہزاروں اقسام کی چیونٹیوں (Aunts) کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ ایک چھوٹی سے چھوٹی قسم کی چیونٹی جو بمشکل آنکھوں کے عدسہ میں نظر آتی ہے اپنے اندر ایک تنظیم اور اتحاد رکھتی ہے۔ وہ قطار میں سفر کرتی ہیں۔ اُن کی ایک سربراہ ہوتی ہے۔ وہ قطار میں ایک جگہ سے غذا لا بھی رہی ہوتی ہیں اور خطرات کو بھانپ بھی رہی ہوتی ہیں اور مخالف سَمت سے آنے والی ہر چیونٹی کے مُنہ سے مُنہ ملا کر پیغام رسانی کر رہی ہوتی ہیں اور ایک دوسرے سے کہہ رہی ہوتی ہیں کہ آگے خطرہ ہے یا نہیں۔ نجانے وہ قطار کے اس سفر میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں اپنی ہم جنس ساتھیوں کے مُنہ سے مُنہ ملا کر پیغام دیتی ہیں اور تھکتی نہیں۔ یہی حال دیگر جانوروں اور پرندوں کا ہے۔ وہ پرندے جو سربیا سے گرم علاقوں کا سفر کرتے اور سمندروں کو پاٹتے چلے جاتے ہیں۔ وہ جھنڈ بننے سے پہلے اپنا لیڈر منتخب کرتے ہیں۔ شکاری جانور شیر یا دیگر شکاری جانور جب کسی شکار پر حملہ کرتے ہیں تو اُن کا ایک سربراہ مقرّر ہوتا ہے۔ برطانیہ میں میرے قیام گاہ کے قریب ایک قبرستان ہے۔ جہاں انگنت کبوتر ہیں۔ مَیں ایک بینچ پر بیٹھا اِن کا بغور مشاہدہ کرتا رہتا ہوں۔ وہ اپنے مقرر کردہ لیڈر کی اطاعت کرتے ہیں ۔ وہ نگران جب اڑان بھرتا ہے تو سارے کبوتر اُس کے ہم نوا ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ معصوم اور بہت جلد ڈر جانے والا پرندہ ہے اِس لیے ذرا سی بھی آواز یا خوف سنائی دے تو اِن کا لیڈر آواز پیدا کرتے اُڑان بھرتا ہے تو اِس کے پیچھے تمام کبوتر وہ جگہ چھوڑ دیتے ہیں۔

اگر یہ لیڈر شپ جانوروں، چرند پرند اور حشرات میں ہمیں نظر آتی ہے تو ہم اِن سے کیوں سبق نہیں لیتے جبکہ اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ جہاں سے اچھی چیز ملے اُسے لے لو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حکمت اور دانائی کی بات تو مومن کی اپنی ہی کھوئی ہوئی چیز ہوتی ہے اُسے چاہئے کہ جہاں سے بھی اُسے ملے لے لے کیونکہ وہی اُس کا بہتر حق دار ہے۔

(ترمذی ابواب العلم)

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں جہاں امّت کے 73 فرقوں میں تقسیم ہونے کا ذکر فرمایا ہے وہاں 73 ویں فرقہ کے متعلق بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ جنتی ہے اور ھِیَ الجَمَاعَۃ کے الفاظ فرما کر اُس کی اہمیت بتادی کہ وہ جماعت ہو گی جس کا ایک واجب الاطاعت امام ہو گا۔ آج پوری دنیا میں عالمِ اسلام میں جہاں جہاں بھی مسلمان ہیں اُن میں 73 فرقوں میں صرف ایک فرقہ ہے جو جماعت کہلاتی ہے جس میں ایک امام ہے اور وہ جماعت احمدیہ ہے۔ جس میں امن ہی امن اور آشتی ہی آشتی ہے۔ 220 سے زائد ممالک اور جزائرز میں کروڑہا احمدی خلافت کے پلیٹ فارمز سے اُٹھنے والی ایک آواز پر لبیک کہتے ہیں۔ ایک منظّم گروہ ہے۔ ایک آواز پر اٹھتے اور ایک آواز پر بیٹھ جاتے ہیں۔ جس کے نظارے ہم نے بارہا ایم ٹی اے کی برکت سے دیکھے اور دیکھتے چلے جائیں گے۔ ہمارے جلسہ ہائے سالانہ میں شرکت کرنے والی فدائیان کے جذبات دیدنی ہوتے ہیں بالخصوص آخری روز پیارے حضور کے خطاب کے بعد۔ ہم نے ایک دفعہ دیکھا کہ خطاب کے بعد لوگ نعرے لگانے میں مصروف تھے۔ ابھی جلسے کی حاضری بتلانی باقی تھی کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ”خاموش“۔ تیس ہزار سے بڑا مجمع ایسے خاموش ہوا جیسے اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں کہ ذرا بولے تو وہ اُڑنہ جائیں۔ ایک دفعہ ہم نے کرونا کی وبائی بیماری کے دوران ہونے والے جلسہ میں دیکھا جس میں تمام احتیاطی تدابیر کے ساتھ احمدی احباب جلسہ میں شامل تھے۔ آخری روز کے خلیفہ وقت کے خطاب کے بعد نعروں کے دوران لوگ گرین ایریا میں اکٹھے ہونے لگے۔ حضور نے کرونا کے خطرات کو بھانپتے ہوئے فرمایا ”واپس اپنی اپنی جگہوں پر چلے جائیں“ تو جو نظّارہ ہم نے اُس وقت دیکھا وہ جماعت احمدیہ سے باہر نہیں ملتا اور نہ آئندہ کبھی ملے گا۔ وہ اتنی تیزی سے ایک دوسرے پر گرتے پڑتے واپس لوٹے کہ ہزاروں کا مجمع چند منٹوں میں ایک سکوت کے ساتھ موجود تھا۔

سامعین! مَیں آپ کو 2003ء کے اُس بابرکت موقع پر لے جانا چاہتا ہوں جب مسجد فضل لندن میں خلافت خامسہ کا انتخاب ہو چکا تھا اور مسجد کے اندر اور باہر ایک جمِ غفیر شدید سردی میں سڑکوں پر کھڑا تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلیفۃُ المسیح منتخب ہونے کے بعد حاضرین سے فرمایا ”بیٹھ جائیں“۔ حضور کی آواز رقّت آمیز لہجے میں اتنی مدہم تھی کہ مسجد سے باہر سنائی نہ تھی۔ مکرم امام صاحب مسجد فضل نے سپیکر پر صرف یہ کہا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں۔ ”بیٹھ جائیں“۔ تو جو نظّارہ ہم نے ایم ٹی اے پر دیکھا کہ لوگ ایک دوسرے پر گر پڑ رہے تھے اور آناً فاناً وہ بیٹھ گئے اور جس کسی کو جگہ نہ ملی وہ ایک دوسرے کو اوپر بیٹھ گیا۔ یہ نظّارہ ایم ٹی اے کے کیمرے کی آنکھ نے تاابد محفوظ کر لیا۔

حضرت مسیح موعودؑ، جماعت کو ایک درخت قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”مَیں جانتا ہوں کہ ہماری جماعت ایک درخت کی طرح ہے۔ پس تم استقامت اور اپنے نمونے سے اس درخت کی حفاظت کرو۔ کیونکہ تم میں سے ہر ایک اس درخت کی شاخ ہے اور وہ درخت اسلام کا شجر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مَیں جانتا ہوں کہ اس شجر کی حفاظت کی جائے گی۔“

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 322-323۔ ایڈیشن 1984ء)

ایسے ہی مومن احمدیوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت ہی مان سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا۔

”اے میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو!“

ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درختِ وجود کی سرسبز شاخیں بناتے ہوئے سرسبز شاخ کے تمام عوامل کو اپنے اُوپر لاگو کر لیں ورنہ اس کے مقابل پر ٹہنی کے حوالہ سے آپؑ فرماتے ہیں:

”ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشاء کے موافق نہ ہو، وہ خشک ٹہنی ہے۔ اس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے۔ خشک ٹہنی دوسری سبز شاخ کے ساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے مگر وہ اس کو سرسبز نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے۔ پس ڈرو۔ میرے ساتھ وہ نہ رہے گا جو اپنا علاج نہ کرے گا۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 458 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”یہ جماعت احمدیہ ہی ہے جس کی جڑیں بھی مضبوط ہیں اور شاخیں بھی سرسبز و خوبصورت ہیں اور پھلدار ہیں جو دنیا کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ یہ وہ درخت ہے جس کو دیکھ کر دنیا کے ہر خطّے میں بسنے والے لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ کون سا اسلام ہے جو تم پیش کرتے ہو۔ بے شمار واقعات اب ایسے سامنے آتے ہیں کہ حقیقی اسلام کی خوبصورتی دیکھ کر لوگ حیرت زدہ رہ جاتے ہیں... زمانے کے امام کو ماننے کی وجہ سے ہر احمدی کا فرض ہے کہ ایمان کی مضبوطی کے ساتھ سرسبز شاخیں بن جائے۔ سرسبز شاخوں کے خوبصورت پتّے بن جائے۔ اُن پر لگنے والے خوبصورت پھول اور پھل بن جائے۔ جو دنیا کو نہ صرف خوبصورت نظر آئے بلکہ فیض رساں بھی ہو۔ فیض پہنچانے والا بھی

ہو۔ ورنہ ایمان ویقین میں کامل ہونا بغیر عمل کے بے فائدہ ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ بظاہر ایمان ویقین میں کامل دنیا کے جو لوگ ہمیں نظر آتے ہیں وہ کہنے کو تو اپنے آپ کو ایمان ویقین میں کامل سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں لیکن دنیا کے لئے ٹھوکر کا باعث بن رہے ہیں۔ ہم احمدی ہونے کا حق اُس وقت ادا کر سکتے ہیں جب ہم اپنے اعمالِ صالحہ کی وجہ سے ہر طرف اعلیٰ اخلاق دکھانے کا مظاہرہ کرنے والے ہوں۔ جب ہم اپنے محلّے اور شہر اور اپنے ملک میں اعمالِ صالحہ کی وجہ سے اسلام کی خوبصورتی دکھانے والے بنیں۔ ہم قسم کے فسادوں، جھگڑوں، چغلی کرنے کی عادتوں، دوسروں کی تحقیر کرنے، رحم سے عاری ہونے، احسان کر کے پھر جتانے والے لوگوں میں شامل نہ ہوں بلکہ ان چیزوں سے بچنے والے ہوں اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنے والے ہوں۔"

(خطبہ جمعہ 19 ستمبر 2014ء)

ہم شاخیں درخت وجود کی ہیں، سر پر ہے خلافت کا سایہ
افسوس ہے اُن کی حالت پر جو تپتی دھوپ میں جلتے ہیں
ہم بندھ گئے ایسے رشتے میں جو سب رشتوں سے پیارا ہے
دنیا میں جہاں بھی احمدی ہیں سب اپنے اپنے لگتے ہیں

خلافت تو خدا کی عنایت ہوتی ہے نہ کہ کسی کو فرمائش پر ملتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے دشمنانِ احمدیت کو صد سالہ خلافت جوبلی کے تاریخی خطاب میں مخاطب ہو کر فرمایا تھا۔

"اے دشمنانِ احمدیت! مَیں تمہیں دو ٹوک الفاظ میں کہتا ہوں کہ اگر تم خلافت کے قیام میں نیک نیت ہو تو آؤ! اور مسیح محمدی کی غلامی قبول کرتے ہوئے اس کی خلافت کے جاری و دائمی نظام کا حصہ بن جاؤ ورنہ تم کوششیں کرتے کرتے مر جاؤ گے اور خلافت قائم نہ کر سکو گے۔ تمہاری نسلیں بھی اگر اسی ڈگر پر چلتی رہیں تو وہ بھی کسی خلافت کو قائم نہیں کر سکیں گی۔ قیامت تک تمہاری نسل در نسل یہ کوشش جاری رکھے تب تک کامیاب نہیں ہو سکے گی۔"

(خطاب 27 مئی 2008ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ خلافت حقہ سے وابستہ رکھے۔ آمین

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✿✿✿✿